سلسلہ نمبر: 11

ماہِ رجب
اور
مروّجہ بدعات

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ

الجامعة البنورية العالمية

سائٹ کراچی پاکستان فون 021-32575229 ، 021-32575228

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ماہ رجب اور مروّجہ بدعات

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نسلِ انسانی کی کامیابی و کامرانی سے متعلق تمام چیزیں جمع فرمادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تکمیل دین کے متعلق صراحت کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا۔

(المائدۃ: ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے اسلام کو تمہارے لئےبطور دین پسند کر لیا۔

شروع سے لیکر آج کے دِن تک تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پیارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے رسالت کا حق ادا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو ذمہّ داری دی تھی وہ آپ نے پوری ذمہّ داری کے ساتھ نبھائی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نہ کسی چیز کو چھپایا اور نہ امت تک پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی کی، ہر وہ طریقہ جو قربِ الٰہی کا سبب بن سکتا تھا اس کی طرف

رہنمائی کی اور ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن سکتا تھا اس کی طرف توجہ دلا کر اس سے بچنے کی تعلیم دی۔

آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد مسلمانوں میں عقائد کے اعتبار سے مختلف کمزوریاں پیدا ہوئیں، آج مسلمانوں میں لاتعداد بدعات پھیلی ہوئی ہیں اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، یاد رہے ! اگر بدعت کا دروازہ ایک مرتبہ کھل جائے تو پھر اس کو بند کرنا بہت مشکل ہے، بدعت کا نقصان یہ ہے کہ جب ایک بدعت کا اضافہ ہوتا ہے تو اس کے بدلے میں ایک سنت مٹ جاتی ہے، اسی طرح بدعتیں بڑھنے کے ساتھ ساتھ سنتیں مٹتی چلی جائیں گی حتیٰ کہ مسلمانوں کا وہ آئیڈیل معاشرہ جس کی بنیاد آنحضرت ﷺ نے اپنی مبارک محنت سے رکھی تھی اور جس کی آبیاری آپ ﷺ کے جان نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی پوری زندگیاں لگا کر کی تھی، وہ بدعتوں اور رسموں کا مجموعہ بن جائے گا۔

اسلام کی روشن تعلیم اور عقل کو اپیل کرنے والے احکام کو چھوڑ کر بدعات و خرافات کو اختیار کرنا اور مسلمان ہونے کے باوجود اسلام کی اصل تعلیمات سے روگردانی کرنا کسی مسلمان کے شایان شان نہیں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں میں بدعات و خرافات اتنی عام ہو گئی ہیں کہ انھیں اسلام کی اصل تعلیمات انوکھی لگتی ہیں اور بدعات و

خرافات کو بآسانی شرف قبولیت بخش دیتے ہیں۔

مسلمانوں کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ تقریباً ہر مہینہ میں کوئی نہ کوئی بدعت ضرور نکالی ہوئی ہے کسی بھی مہینہ کو معاف نہیں کیا، پھر خصوصاً وہ مہینے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دے کر ان کو مزید فضیلت سے نوازا ہے۔ ان میں بدعات کا دائرہ مزید وسیع کر کے ان مقدس مہینوں کے ناموں تک کو بگاڑ رکھا ہے۔

کوئی ماتم اور نیاز کا مہینہ، کوئی نحوست کا مہینہ، کوئی جشن اور قوالی کا مہینہ، کوئی گیارہویں اور عرس کا مہینہ اور ایک مہینہ کو کونڈوں کا مہینہ بنا دیا۔اس مضمون میں ماہِ رجب کے حوالے سے کچھ گذارشات پیش خدمت ہیں۔

رجب المرجب اسلامی سال کا ساتواں قمری مہینہ ہے، اس کے لغوی معنی تعظیم اور تکریم کے ہیں۔

چونکہ یہ مہینہ اپنی بعض منفرد خصوصیات کی بناء پر لوگوں میں عموماً اور عرب کے ایک مشہور قبیلہ "قبیلہ مضر" میں خصوصاً معظم گردانا جاتا تھا۔ اس لیے اس کو رجب ہی کے نام سے موسوم کیا گیا۔

ماہ رجب کی فضیلت

اس مہینے کی سب سے پہلی خصوصیت اس مہینے کا اَشْھُرِ حُرُم میں سے ہونا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ: ملت ابراہیمی میں یہ چار مہینے

ادب و احترام کے تھے، ذی القعدہ، ذی الحجہّ، محرم اور رجب، اللہ تعالیٰ نے ان کی حرمت کو برقرار رکھا اور مشرکین عرب نے جو اس میں تحریف کی تھی اس کی نفی فرمادی۔ (معارف القرآن للکاندھلویؒ 3/431)

رجب کی پہلی رات

حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ارجب کا چاند دیکھتے تو یہ دُعافرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَافِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَارَمَضَانَ۔ (مشکوٰۃالمصابیح)

ترجمہ: ”اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکتیں عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا“۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: یعنی ان مہینوں میں ہماری طاعت و عبادت میں برکت عطافرما اور ہماری عمر دراز کر کے رمضان تک پہنچا، تاکہ رمضان کے اعمال روزہ اور تراویح وغیرہ کی سعادت حاصل کریں۔

ماہِ رجب میں روزے

رجب میں روزے رکھنے کے متعلق الگ سے کوئی خاص فضائل منقول نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”تبین العجب بماورد فی فضل رجب“ میں فضائل رجب سے متعلق احادیث پر کافی طویل کلام کے بعد اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ماہِ رجب میں، خاص رجب کی وجہ سے کسی روزے کی

مخصوص فضیلت صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہے۔ البتہ روزہ ایک نیک عمل ہے اور پھر رجب اَشْہُرِ حُرُمْ میں سے ہے، یہ دونوں مل کر عام دنوں سے زائد حصولِ اجر کا باعث بن جاتے ہیں۔ لہٰذا اس مہینے میں کسی بھی دن کسی خاص متعین اجر کے اعتقاد کے بغیر روزہ رکھنا مستحب اور حصول خیر کا ذریعہ ہو گا۔

ماہ رجب میں ۲۷ تاریخ کو روزہ رکھنے اور اس کے بارے میں عجیب و غریب فضائل عوام الناس میں مشہور ہیں، اس کو ہزاروی روزہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اس پر آگے کلام آئے گا۔

ماہ رجب کی بدعات

اسلام سے قبل ہی سے ماہ رجب میں بہت سی رسومات اور منکرات رائج تھیں، جن کو اسلام نے یکسر ختم کر کے رکھ دیا، ان میں سے ایک رجب کے مہینے میں قربانی کا اہتمام کرنا ہے، جس کو قرآن پاک کی اصطلاح میں "عتیرہ" کے نام سے واضح کیا گیا ہے، اسی مہینے میں زکوٰۃ کی ادائیگی، ۲۲ رجب کے کونڈوں کی رسم، ۲۷ رجب کو جشنِ شبِ معراج اور اگلے دن کو روزہ جس کو ہزاری روزہ کہا جاتا ہے، وغیرہ سب ایسی رسومات و بدعات ہیں جن کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

ذیل میں کونڈوں کی رسم، ۲۷ رجب سے متعلق ہونے والی منکرات اور ہزاری روزے سے متعلق کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔

رجب کے کونڈے:

رجب کے مہینہ میں جس بدعت کو پاکستان وہندوستان میں شہرت حاصل ہے وہ "رجب کے کونڈے" کے نام سے مشہور ہے، یہ بدعت ہر سال ۲۲ رجب کو بڑے اہتمام سے دہرائی جاتی ہے۔

طریقہ کار: کونڈے بھرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ رجب کے مہینہ کی ۲۲ تاریخ کو میدہ، دودھ، شکر اور مختلف میوہ جات کی ایک خاص تناسب سے مخصوص مقدار میں پوریاں بنائی جاتی ہیں، حلوہ تیار کیا جاتا ہے، پھر اس پر ایک منظوم کتاب پڑھی جاتی ہے۔اس کے بعد امام جعفر صادقؒ کی فاتحہ کرواتے ہیں پھر عزیز و اقارب اور دوست واحباب کو ایک ایک دو دو پوریاں کھلا دیتے ہیں۔

آیئے: اس بات کا جائزہ لیں کہ اس مخصوص طریقے سے دعوت کا حکم کہاں سے ثابت ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، اس کی بنیاد قرآن و حدیث میں کسی نص یا کس اصول پر ہے،اور یہ عقیدہ رکھنا کہاں تک درست ہے کہ اس طرح کرنے سے مشکلات و مصائب کا خاتمہ ہو جاتا ہے؟ اجمالاً ان کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

کونڈوں کی بنیاد:

کونڈے بھرنے کی بنیاد نہ تو قرآن مجید کے کسی حکم پر ہے اور نہ ذخیرہ احادیث میں اس کا کہیں تذکرہ ملتا ہے۔ کتب فقہ میں بھی اس کا کوئی تذکرہ

نہیں۔ اس کی بنیاد ایک گمراہ کن فرضی داستان پر ہے جو ''داستان عجیب'' کے نام سے مشہور ہے۔ اور اسے امامیہ مکتبہ فکر کے ایک شیعہ افسانہ نگار نے نظم کے طور پر لکھا تھا اور اسے حضرت جعفر صادقؒ کی کرامت قرار دیا۔ اس رسم بد کا تعلق شیعہ مکتبہ فکر سے ہے لیکن اسے اس طرح پیش کیا گیا کہ مسلمانوں نے حقیقت سے آنکھیں بند کر کے اس کو قبول کر لیا۔

داستان عجیب کا خلاصہ : اس بدعت کی حقیقت تک رسائی کے لیے ذیل میں اس من گھڑت داستان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت جعفر صادقؒ حیات تھے، ان کے دور میں مدینہ منورہ میں ایک لکڑ ہارا رہا کرتا تھا، اس کی اولاد زیادہ اور آمدنی قلیل تھی، جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اُس کو بیچنا اس لکڑ ہارے کا ذریعہ آمدنی تھا، وہ اپنی اس تنگدستی اور عسرت کی زندگی سے اُکتا گیا اور گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہ چلا گیا لیکن وہاں بھی حالت پہلے سے مختلف نہ تھی۔

دیارِ غیر میں اس نے زندگی کے بارہ سال اسی طرح گذار دیے۔ لکڑ ہارے کے چلے جانے سے گھر والوں کا واحد سہارا ان سے چھن گیا، لکڑہارے کی بیوی وزیر کی بیوی کی خادمہ بن گئی اور یوں اپنے اخراجات کو پُورا کرنے لگی۔

ایک دن لکڑہارے کی بیوی اسی وزیر کی بیگم کے صحن میں جھاڑو دے رہی تھی کہ اچانک وہاں سے حضرت جعفر صادقؒ کا گذر ہوا۔ جب وہ اس محل کے

صحن میں پہنچے تو رک گئے اور عقید تمندوں سے پوچھا کہ یہ کونسا مہینہ اور کونسی تاریخ ہے؟ جواب ملا کہ رجب کی بائیس تاریخ ہے، پھر پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اس تاریخ کی کیا فضیلت ہے؟

عرض کیا گیا کہ حضور ہی بہتر جانتے ہوں گے۔آپ نے فرمایا کہ اس دِن کی فضیلت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پریشانی میں گرفتار ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ رجب کی ۲۲ تاریخ کو میرے نام کے کونڈے بھرے۔ اور پورے اعتماد کے ساتھ میرا ختم دلائے پھر میرا وسیلہ پکڑ کر اللہ تعالی سے دُعا کرے تو اس کی ہر حاجت پوری اور ہر مشکل حل ہو جائے گی۔ اگر اسی طرح کا عمل کرنے سے کسی کی مراد پوری نہ ہوئی ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ سکتا ہے اور مجھ سے اس کی باز پرس کر سکتا ہے۔

لکڑ ہارے کی بیوی جو وہاں جھاڑو دے رہی تھی، جب اس کو اس عمل کا علم ہوا اور مصیبتوں سے نجات کا یہ گُر معلوم ہوا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے تمام کام چھوڑ کر حضرت کے کونڈوں کا اہتمام کیا اور دُعا کی کہ اے اللہ! امام صاحب کے صدقے میری تمام مصیبتیں دور کردے، میرا شوہر گھر واپس آئے اور اپنے ساتھ مال واسباب بھی لائے۔

اس عمل سے ان کے دن پھر گئے۔ ایک دن لکڑ ہارا جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا کہ کلہاڑی اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری، کلہاڑی گرنے سے

الجامعۃ الغوثیۃ العالمیۃ

زمین پر دھماکا سا ہوا، لکڑہارے نے اندازہ لگایا کہ یہاں کی زمین اندر سے خالی ہے چنانچہ انہوں نے زمین کھودنی شروع کردی زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ وہاں سے ایک شاہی خزانہ مل گیا، زروجواہر، مال و دولت اور سونا چاندی وغیرہ سے بھرپور۔ انہوں نے سارا خزانہ گھر منتقل کردیا پھر اس کو اونٹوں پر لاد کر اپنے گھر مدینہ منورہ پہنچایا۔ وہاں اس نے وزیر کے محل کے سامنے عالی شان محل تعمیر کیا۔ ایک دن اتفاق سے وزیر کی بیگم اپنے محل کے بالا خانے پر چڑھی، سامنے عالی شان عمارت دیکھ کر حیران ہوگئی اور خادماؤں سے پوچھا یہ کس کا مکان ہے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا لکڑہارے کا، جس کی بیوی تمہاری خدمت کیا کرتی تھی۔ وزیر کی بیگم نے لکڑ ہارے کی بیوی کو بلا کر ماجرا پوچھا کہ وہ کس طرح اس قدر مالدار ہو گئی ہے؟ لکڑہارے کی بیوی نے کونڈے بھرنے اور ایک بڑا خزانہ ہاتھ لگنے کی داستان بیان کردی۔ یہ سُن کر وزیر کی بیوی نے اس کا مذاق اڑایا۔ کونڈوں کی فضیلت پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے اس کے وزیر شوہر پر غیب سے ایک مصیبت نازل ہوگئی اور اس پر ملکی خزانہ لوٹنے اور کرپشن کے الزامات لگے اور اس کو برطرف کیا گیا، کل کے وزیر اور آج کے بے یارو مددگار شخص نے ملک کو چھوڑتے وقت ایک خربوزہ خرید لیا تاکہ بھوک کے وقت کام آئے۔

جس دن وزیر معزول ہوا، اسی دن بادشاہ کا بیٹا شکار پر گیا ہوا تھا اور شام کو

گھر واپس لوٹ کر نہ آیا۔ وزیروں میں سے ایک نے بادشاہ کو کہا کہ ہو سکتا ہے کہ اُسے معزول وزیر نے قتل کروادیا ہو۔ بادشاہ نے وزیر کی گرفتاری کا حکم دیا اور ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ دوبارہ گرفتار ہو کر بادشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ وزیر کے ہاتھ میں رومال میں بندھا ہوا خربوزہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا تو عرض کیا کہ خربوزہ ہے۔ لیکن جب رومال کھول کر دیکھا گیا تو خربوزے کے بجائے شہزادے کا خون میں لتھڑا ہوا سر تھا۔ وزیر بھی اس صورتحال کی وجہ سے حیران تھا کہ خربوزہ کیسے شہزادہ کا سر بن گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونوں میاں بیوی کو جیل میں بھیج دیا جائے اور صبح سویرے انھیں پھانسی دے دی جائے۔ جیل میں میاں بیوی نے سوچا کہ ضرور ان سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے جس کی سزا ہمیں مل رہی ہے، آخر وزیر کی بیوی کو یاد آیا کہ کافی دنوں پہلے امام جعفرؒ کے کونڈوں کے عقیدے پر ایمان نہ لائی تھی۔ پھر دونوں نے رو رو کر اپنے گناہ کی معافی مانگی اور پختہ عزم کرلیا کہ اگر اس مصیبت سے نجات مل جائے تو ہم ضرور امام صاحب کے کونڈے بھریں گے۔

جیسے ہی انہوں نے عقیدت سے کونڈے بھرنے کا ارادہ کیا حالات نے پلٹا کھایا۔ بادشاہ کا گم شدہ شہزادہ کونڈوں کی برکت سے صحیح وسالم واپس آگیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور فوراً قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم دیا۔ رومال کو کھول کر دیکھا تو وہاں شہزادے کے سر کے بجائے خربوزہ تھا۔ بادشاہ نے وزیر سے

دریافت کیا کہ آخر یہ سب کیا ماجرا ہے؟ وزیر نے جواب دیا: حضور! میری بیوی کونڈوں کے عقیدہ پر ایمان نہ لائی تھی، پھر تمام داستان سُنادی، بادشاہ بڑا متاثر ہوا، وزیر کو دوبارہ اس کا عہدہ عطا کردیا، وزیر کی بیگم زندگی بھر ہر سال عقیدت سے حضرت امام جعفرؒ کے کونڈے بھرتی رہی۔

"داستان عجیب" کا جائزہ:

"داستان عجیب" جس پر کونڈوں کی بنیاد ہے سراسر من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی افسانہ ہے۔ معمولی فہم رکھنے والا شخص بھی اس کی حقیقت سمجھ سکتا ہے۔ حضرت امام جعفرؒ کی طرف اس بات کی نسبت کہ اگر اس عمل کو کرنے اور کونڈے بھرنے کے بعد کسی کی حاجت پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑلے، ایک جھوٹی نسبت ہے، حضرت امام جعفر صادقؒ کی زبان سے کسی ایسی رسم کے متعلق کسی طرح ایسے الفاظ نہیں نکل سکتے ہیں جس کو ان کے جد اعلیٰ حضرت علیؓ، خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ کیا ہو۔ اس کہانی کو پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بالکل لغو اور خود ساختہ کہانی ہے اس کا گھڑنے والا لکھنو کا کوئی جاہل داستان گو تھا، جس کو اتنا بھی علم نہ تھا کہ:۔

۱۔ مدینہ منورہ میں کبھی کوئی بادشاہ ہوا ہے اور نہ وزیر اعظم۔

۲۔ عربوں میں میدے کی مخصوص پوریاں پکا کر کونڈوں میں بھرنے اور

فاتحہ دلانے کا کوئی رواج آج تک نہیں ہوا۔ نہ کونڈے کا برتن وہاں استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت جعفر صادقؒ کی عمر کے ۵۲ سال تک بنو امیہ کی خلافت رہی جس کا صدر مقام دمشق (ملک شام) تھا، مگر ان کی خلافت میں بھی وزیر اعظم کا کوئی عہدہ نہ تھا۔

۴۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ بالکل خرافات اور لغویات سے بھری کہانی ہے اور حضرت جعفر صادقؒ پر سخت تہمت ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنی فاتحہ دلا کر منت پوری کرنے کی یوں ذمّہ داری لی جو کھلا ہوا شرک ہے۔ آپؒ کا دامن ایسی لغو باتوں سے پاک ہے۔

کونڈوں کی ابتداء: پیر جماعت علی شاہ کے ایک مرید مصطفیٰ علی خان نے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے جو "جواہر المناقب" کے نام سے مشہور ہے، اس میں لکھا ہے کہ کونڈوں کی ابتداء ۱۹۰۶ء میں ریاست رام پور، یو۔پی سے ہوئی۔ ایک مشہور شاعر "امیر مینائی" کے بیٹے خورشید احمد مینائی نے داستان عجیب کے نام سے کونڈوں کے بارے میں کتاب چھپوا کر تقسیم کی، یوں ۱۹۰۶ء میں لکھنؤ کے قریبی علاقوں اودھ، روہیل کھنڈ اور دوسرے علاقوں میں یہ رسم پھیل گئی اس طرح یہ رسم توہم پرست لوگوں کے درمیان پھیلتی چلی گئی۔

لفظ آخر: کونڈے بھرنا آج کے زمانہ کی ہندوستانی ایجاد ہے، لہٰذا اس

گمراہی سے بچنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ۲۲ رجب کو امیر المؤمنین، امام المتقین، خال المسلمین، کاتب وحی حضرت معاویہ ابن ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات کا دن ہے۔ روافض جس طرح امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوشی میں ان کے مجوسی قاتل ابو لؤلؤ فیروز کو بابا شجاع کہہ کر عید مناتے ہیں اسی طرح وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رحلت کی خوشی میں ۲۲/رجب کو یہ تقریب مناتے ہیں لیکن پردہ پوشی کے لیے یہ روایت گھڑ کر حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی ہے تاکہ ان کا خبثِ باطن آشکارانہ ہو، اور راز فاش ہونے سے بچ جائے۔ ان کی تقیہ سازی اور پرفریب طریقہ کار سے حضرت جعفرؒ کی نیاز کی دعوت میں کئی سادہ لوح توہم پرست اور ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی لاعلمی کی وجہ سے شریک ہوجاتے ہیں۔

ستائیسویں رجب/شبِ معراج:

رجب کی ستائیسویں شب میں موجودہ زمانے میں طرح طرح کی خرافات کی جاتی ہیں، اس رات کو حلوہ پکانا، رنگین جھنڈیاں، آتش بازی اور مٹی کے چراغوں کو جلا کر گھروں کے در و دیوار پر رکھنا وغیرہ، یہ تمام باتیں شریعت کی اصطلاح میں بدعت کہلاتی ہیں کیونکہ نہ تو ان امور کو نبی کریم ﷺ نے خود کیا اور نہ ان کے کرنے کا حکم دیا، نہ صحابہ کرامؓ نے ان امور کو خود کیا اور نہ

کرنے کا حکم دیا۔ اور اگر ان امور کو عبادت سمجھ کر نہیں کیا جاتا، بلکہ بطور رسم کیا جاتا ہے تو ان میں فضول خرچی، اسراف، آتش بازی کی صورت میں جان و مال کے نقصان کا خدشہ، یہ سب امور ایسے ہیں جو شرعاً حرام ہیں۔

ان تمام امور کو اس بنیاد پر کیا جاتا ہے کہ ۲۷ ویں رجب کو نبی کریم ﷺ کو سفرِ معراج کروایا گیا، عوام کا اس رات کو اس اہتمام سے منانے سے معلوم ہوتا ہے کہ رجب کی ستائیسویں شب کو ہی حتمی اور قطعی طور پر شبِ معراج سمجھا جاتا ہے، حالانکہ آپ ﷺ کو سفر معراج کروانے کی تاریخ، مہینے بلکہ سال میں بھی بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی بناء پر ستائیسویں شب کو شبِ معراج قرار دینا بالکل غلط ہے، اگرچہ مشہور قول یہی ہے۔

دوسری بات: حقیقت یہ ہے کہ شب معراج جس رات یا مہینے میں بھی ہو، اس رات میں کسی بھی قسم کی متعین عبادت شریعت میں منقول نہیں ہے، بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ سن ۵ نبوی میں پیش آیا، جس کا مطلب ہے کہ اس واقعہ کے بعد ۱۸ سال تک آپ ﷺ دنیا میں تشریف فرما رہے، ان اٹھارہ سال کے دوران یہ کہیں ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے یا صحابہ کرامؓ نے اس کا خصوصی اہتمام فرمایا ہو۔ لہٰذا جو چیز آنحضرت ﷺ نے نہیں کی آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان علیہم نے نہیں کی، ان کو دین کا حصہ قرار دینا، یا اس کو سنت سمجھنا، یا اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا بدعت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کو خوب سمجھنے والے، اور دین پر مکمل عمل کرنے والے تھے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان سے زیادہ دین کو جانتا ہوں، یا ان سے زیادہ دین کا ذوق رکھنے والا ہوں، یا ان سے زیادہ عبادت گزار ہوں تو حقیقت میں وہ شخص پاگل ہے، وہ دین کا فہم نہیں رکھتا، لہٰذا اس رات میں عبادت کے لیے اس طور پر خاص اہتمام کرنا جو خیر القرون سے ثابت نہ ہو، بدعت ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ جس کو عبادت کی توفیق دے وہ خوش قسمت ہے، لیکن اس رات کو دوسری راتوں سے زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہئے۔

ہزاری روزہ:

عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ ۲۷ رجب کو روزہ کی بڑی فضیلت ہے، حتیٰ کہ اس بارے میں یہ مشہور کیا گیا ہے کہ اس ایک دن کے روزے کا اجر ایک ہزار روزے کے اجر کے برابر ہے، جس کی بناء پر اسے ہزاری روزے کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے، شریعت میں اس روزے کی مذکورہ فضیلت ثابت نہیں ہے، اس بارے میں اکثر روایات من گھڑت ہیں یا شدید ضعیف ہیں، جس کی بناء پر اس دن کے روزے کے سنت ہونے کے اعتقاد یا اس دن روزے پر زیادہ ثواب ملنے کے اعتقاد پر روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رجب میں لوگوں کو روزہ رکھنے پر سزا دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ لوگ دور جہالت میں اس مہینے کی تعظیم کرتے تھے۔ (مسند ابن ابی شیبہ)

خلاصہ کلام: مندرجہ بالا تفصیل سے ۲۷ رجب کے روزے کی بے سند و بے بنیاد مشہور ہو جانے والی فضیلت کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس دن کو خاص فضیلت والا دن سمجھ کر یا خاص عقیدت کے ساتھ مخصوص ثواب کے اعتقاد سے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

اللہ رب العزت محض اپنے فضل و کرم سے صحیح طریقے پر اپنے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی اور ان کو دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مسائل

مسئلہ: ماہ رجب میں خاص دنوں میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر جو روایات ہیں وہ محدثین کرام کے نزدیک قابل استناد نہیں ہیں، اس میں بعض روایات بہت ضعیف اور بعض من گھڑت ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ 381/3 جامعہ فاروقیہ کراچی)

مسئلہ: ستائیسوں رجب کے روزے کو جسے عوام ہزاری روزہ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم 406/6 مکتبہ حقانیہ)

مسئلہ: ستائیسویں رجب کے بارے میں جو روایات آئی ہیں وہ موضوع اور ضعیف ہیں، قابل اعتماد نہیں، لہٰذا ستائیسوں رجب کا روزہ عاشوراء کی طرح مسنون اس اعتقاد سے رکھنا سمجھ کر کہ ہزار روزوں کا ثواب ملے گا، ممنوع ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ 274/7 دارالاشاعت)

مسئلہ: بعض لوگ ستائیسوں رجب کو روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ایک ہزار روزوں کے برابر ثواب ملتا ہے، شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں، اگر نفل روزہ کو دل چاہے تو اختیار ہے، اللہ تعالیٰ جتنا ثواب دینا چاہے ثواب دے دیں، اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے اس طرح کے کاموں کو دین کا کام سمجھنا گناہ ہے۔ (بہشتی زیور 60/6 دارالاشاعت)۔

وما توفیقی إلا باللہ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعے کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کیے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ذرہ ذرہ دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً للہ امت کی اصلاح مقصود ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (1000/=) روپے سے باقاعدہ ممبرشپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ادارہ نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبرشپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے) بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بینک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس: مفتی محمد نعیم رئیس و شیخ الحدیث الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ اسماء و صفات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ

Jamia Binoria Trust
UBL,S.I.T.E.,Karachi,Pakistan

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب

02132575228+02132575229
موبائل:0322-2394550

0300-3970930